شَاوِرۡھُمۡ میں بتایا کہ شہد کی مکھی کی طرح

مومنین کی جماعت کی آراء سے استخراج کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷؍ مارچ ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:۔

فَاعۡفُ عَنۡھُمۡ وَاسۡتَغۡفِرۡ لَھُمۡ وَشَاوِرۡھُمۡ فِی الۡاَمۡرِ ۚ فَاِذَا عَزَمۡتَ فَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُتَوَکِّلِیۡنَ ﴿۱۶۰﴾ اِنۡ یَّنۡصُرۡکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمۡ ۚ وَاِنۡ یَّخۡذُلۡکُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۱﴾

(اٰل عمران: ۱۶۰، ۱۶۱)

اسکے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

’’اس وقت میں نے تین نکاحوں کا اعلان کرنا تھا لیکن اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان نکاحوں کا اعلان مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد کروں گا ایک نکاح جس کا میں نے اعلان کرنا تھا وہ ہمارے مکرم محترم محمد یعقوب خاں صاحب کے صاحبزادہ کیپٹن عبدالسلام صاحب کا تھا دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان پر رحم کرتے ہوئے اپنے فضل کے دروازے کھولے ہیں اور اس خاندان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

منصب اور خلافت کی اہمیت کو پہچاننے کی توفیق عطا کی ہے اور جہاں ایک دروازہ اس نے اپنی رحمت کا ان پر کھولا ہے وہاں ہزاروں لاکھوں دروازے اسکی رحمت کے ان پر کھلیں۔

ایک آیت کا کچھ حصہ اور ایک پوری آیت میں نے اس وقت تلاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ تو ان سے درگذر کر۔ عفو کے معنی یہ ہیں کہ ایسا برتاؤ کرنا ایسا سامان پیدا کرنا کہ جو کمزوریوں اور غفلتوں کے بدنتائج ہوں ان سے وہ شخص جس سے درگذر کیا جائے محفوظ رہے محض یہ معنے نہیں ہیں کہ معاف کر دیا بلکہ اس کے اندر یہ معنی بھی آجاتے ہیں کہ اس رنگ میں معاف کیا کہ اگلے کی اصلاح ہوگئی۔ محض معافی جو ہماری زبان میں معافی کہلاتی ہے عربی زبان میں عفو کے محض یہ معنے نہیں ہیں بلکہ عفو کے معنوں کے اندر یہ بات بھی آتی ہے کہ ایسے رنگ میں درگزر کیا جائے کہ اس شخص کی اصلاح ہوجائے اور توبہ کی اسے توفیق ملے کیونکہ توبہ ہی ایک ایسا دروازہ ہے جس سے انسان پچھلے گناہوں کے عذاب اور مضرتوں سے بچتا ہے۔

پس عفو کے یہ معنی ہوئے کہ ایسے رنگ میں معاف کیا جائے کہ اصلاح ہو اور توبہ کی توفیق ملے اور جو غلطیاں ہوچکی ہیں ان کے بدنتائج سے وہ شخص محفوظ ہوجائے۔ اسی مصدر سے عَافَاهُ بھی نکلا ہے جسکے معنے ہیں ’’رَفَعَ عَنۡهُ كُلَّ سُوۡءٍ‘‘ یعنی ہر قسم کی تکلیف اور دکھ کو اس سے دور کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام نائبین کو یہ حکم دیا ہے کہ مومنوں کی جماعت سے اس طرح کا سلوک کیا جائے کہ درگذر بھی ہو اور اصلاح بھی ہو اور بدنتائج سے ان کی حفاظت بھی ہو۔

دوسرے فرمایا وَاسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اسکے معنی لغت کے لحاظ سے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریوں اور غفلتوں اور گناہوں کے بدنتائج اور عذاب سے ان کی حفاظت کرے یعنی خود بھی یہ کوشش کرو کہ جو غفلتیں ہوگئی ہیں ان کے بدنتائج سے وہ محفوظ ہوجائیں اور اپنی کوشش پر ہی بھروسہ نہیں کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر اس سے یہ بھی استدعا کرنی ہے کہ مومنوں کی جماعت اگر بشری کمزوریوں کے نتیجہ میں باوجود مخلص اور فدائی ہونے کے غفلتیں کر جائیں تو اے خدا! تو ان کی مدد کو آ اور ان کی کمزوریوں گناہوں اور غفلتوں کو

اپنی مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور ایسے سامان پیدا کردے کہ ان کی اصلاحِ احوال ہو جائے۔

پس صرف یہ معنے نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زبان سے توبہ کی توفیق دے کیونکہ مغفرت کے معنی میں قول اور فعل سے مغفرت طلب کرنا ہے غرض یہاں یہ دعا ہے کہ اے خدا! تو ان لوگوں کو یہ توفیق دے کہ اپنی زبان سے بھی تیرے حضور توبہ کرتے ہوئے عاجزانہ طور پر گر جائیں اور اپنے افعال کی بھی اس طرح اصلاح کریں کہ دنیا بھی یہ مشاہدہ کرے کہ ان لوگوں کی زندگیوں میں ایک تبدیلی پیدا ہوگئی ہے۔

اقرب میں ہے ’’اَصۡلَحَہٗ بِمَا یَنۡبَغِیۡ اَنۡ یُّصۡلِحَ بِہٖ‘‘۔ یہ بھی استغفار کے معنوں کے اندر ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کردے یا انسان کو ایسے ذرائع میسر آجائیں کہ جو اصلاح احوال کا سامان پیدا کردیں پھر چونکہ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ابدی زندگی عطا کی گئی ہے اور یہ ابدی زندگی دو رنگوں میں ہمارے سامنے آتی ہے ایک تو آپ کا افاضہ روحانی قیامت تک جاری ہے اور دوسرے آپ سے اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ میں اور بعض دوسری جگہ بھی یہ وعدہ ہے کہ قیامت تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور بندے پیدا ہوتے رہیں گے جو آپ کے دین کی مدد کرنے والے ہونگے اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہونگے اور قرآن کریم کے ظاہر و باطن کی حفاظت کی فرشتوں کی طرح وہ بھی توفیق پائیں گے۔

پس فرمایا کہ ایک تو کوشش کرو کہ جماعت مومنین کی اصلاح ہو جائے دوسرے ان کے لئے بڑی دعائیں کرو کہ وہ اپنی غلطیوں کے بدنتائج اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے محفوظ رہیں اور اپنی زبان سے بھی توبہ کرنے والے ہوں اور ان کے اعمال بھی دُھلے ہوئے صاف شفاف کپڑے کی طرح ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی کرنیں ان کے وجود میں سے باہر آرہی ہوں یہ کرنے کے بعد شَاوِرۡهُمۡ فِی الۡاَمۡرِ (اٰلِ عمران: ۱۶۰) پھر یہ جماعت اس بات کی مستحق ہوگی کہ ان سے مشورہ کیا جائے۔

آج جب میرے ذہن کو اس طرف متوجہ کیا گیا کہ میں اس آیت پر خطبہ دوں تو میں نے پھر اقرب اور لغت کی بعض دوسری کتابیں دیکھیں چنانچہ ایک بڑی اور حسین چیز میرے سامنے

آئی اور وہ یہ کہ مشاورت جو ہے اس کا روٹ یعنی اس کا مخرج شَارَ الْعَسَلَ ہے یعنی شہد نکالنا۔ اور اس شَارَ الْعَسَلَ کے معنے ہوتے ہیں اِسْتَخْرَجَهٗ وَاجْتَنَاهُ جس طرح مکھی کا جو کام ہے نا پھول سے اپنی مرضی کے مطابق وہ چیز حاصل کرنا جس سے مکھی نے شہد بنانا ہے یعنی Nectar (نیکٹر) جو پھول سے لیتی ہے۔ شہد کی مکھی کے بارے میں اب جو نئی تحقیق ہوئی ہے اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے ایک پھول کا انتخاب کرتی ہے اور پھر اس پھول سے وہ شہد بناتی رہتی ہے یعنی پھول کا ایک حصہ لیتی ہے اور اپنے جسم کا ایک حصہ اس میں داخل کرتی ہے اس طرح پر شہد بنتا ہے۔ بہت سے دوستوں کو اس کا علم نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ شہد صرف پھولوں کے رس سے بنتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے شہد میں قریباً پچاس فیصد پھول کے رس کا حصہ ہے اور قریباً پچاس فیصد مکھی کے اپنے غدود میں سے ایک چیز نکلتی ہے مختلف قسم کے Enzymes (انزائمز) اور مختلف قسم کی دوسری چیزیں وہ شہد میں ملاتی ہے یعنی وہ جو پھول کا حصہ ہے اس کے اندر ملاتی ہے تب جا کر شہد بنتا ہے۔

پس دونوں برابر کے حصے جا رہے ہیں جہاں تک اسکے معنے کا سوال ہے لیکن جہاں تک محنت اور کوشش کا سوال ہے حقیقت یہی ہے کہ پھول نے شہد بنانے کے لئے کوشش نہیں کی کبھی پھول نے بھی جا کر اپنے شہد کو مکھیوں کے چھتے تک پہنچایا ہے شہد کی مکھی جو ہے اس کی ساری کوشش شہد بنانے کی ہے اور اسطرح اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق وہ اپنے اس کام میں لگی ہوتی ہے۔

جن لوگوں نے شہد کی مکھیوں اور ان کے چھتّوں پر تحقیق کی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ شہد کی مکھی کے چھتے کے نیچے کبھی کوئی مردہ مکھی نہیں ملے گی اور وہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ کام کرتے ہوئے کبھی پھول کے قریب، کبھی پھول اور اپنے چھتے کے درمیان مر کر گر جاتی ہے یعنی وہ اپنے کام کے لحاظ سے ایک قسم کی شہید ہی ہے کام کے اندر اسکی جان نکلتی ہے وہ آخری سانس تک کام کرتی رہتی ہے۔

مکھی پھول کے اندر سے اپنی مرضی سے انتخاب کر کے وہ حصہ جسے انگریزی میں Nectar (نیکٹر) کہتے ہیں تھوڑا سا پتلا مایہ ہوتا ہے جو شہد کی طرح کا قوّام نہیں رکھتا بلکہ شہد کی

نسبت پھول میں اس چیز کی حالت پانی کے زیادہ قریب ہے لیکن مکھی پھر اسے وہاں سے لے کر آتی ہے پھر اسکو اپنی زبان پر رکھ کر خشک کرتی ہے اور ہزاروں لاکھوں دفعہ زبان باہر نکال کر اندر منہ میں لے جاتی ہے اور اس حرکت سے وہ اسے قوّام کی شکل دیتی ہے پھر اپنے Enzymes (انزائمز) بیچ میں ملاتی ہے تب جا کر وہ شہد بنتا ہے تب ہمیں وہ شہد ملتا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر کر کے شہد کے چھوٹے سے حصہ کو چاٹتے ہیں پورے احساس کے ساتھ کہ اگر یہ کام شہد کی مکھی کی بجائے انسان کے سپرد ہوتا تو شاید لاکھ دو لاکھ روپے کا ایک سیر شہد ملا کرتا اور یہ بات ایک عام انسان کی طاقت سے باہر ہوتی ہاں شیطان انسان جو ہے اسکی طاقت کے اندر ہوتی۔

پس اصل مشاورت کا مخرج شَارَ الْعَسَلَ کا جو عربی میں محاورہ ہے اس میں شوریٰ کا جو لفظ ہے وہ ہے اور اس سے پھر آگے مشاورت نکالی اور مشورہ اور شوریٰ کا مضمون اس مثال سے بہت واضح ہو جاتا ہے یعنی جو مضمون یہاں بیان ہوا اگر یہ مضمون سامنے نہ ہو تو بہت سے پہلو مخفی رہ جائیں۔

اس میں ایک تو یہ آ گیا ہے کہ یہ فیصلہ کرنا کہ کن پھولوں کا شہد یا کن انسانوں کی آراء طلب کرنی ہیں یہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے نائبین کا کام ہے پھول کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ مکھی کو یہ کہے کہ تم گلاب کے پھول پر کیوں جا رہی ہو جب کہ تم سے زیادہ قریب شیشم کا پھول موجود ہے یہ پھول کا کام ہی نہیں اور نہ اسکو اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے یہ مشاورت کرنے والے مشورہ لینے والے کا کام ہے کہ وہ کن لوگوں سے مشورہ لے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مختلف شکلیں ہمیں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتی ہیں۔ آپ کے بعض ایسے مشیر بھی تھے کہ مجھے یہ شبہ ہے میری طبیعت پر یہ اثر ہے کہ شاید تاریخ نے بھی ان سب کے نام محفوظ نہیں رکھے کیونکہ آپ ان کو خفیہ طور پر بلا لیتے تھے اور جس معاملے کے متعلق مشورہ لینا ہوتا آپ ان سے مشورہ لے لیا کرتے تھے بعض کے نام آئے ہیں اس سے ہمیں پتہ لگ گیا کہ اس طرح بھی آپ مشورہ لیتے تھے اور بعض دفعہ آپ سب کو جمع کر لیتے تھے بعض دفعہ نمائندے آ جاتے تھے اور آپ کی یہ سنت تھی اور خلفائے راشدین کی

بھی یہ سنت تھی اس وقت بھی یہ سنت تھی جس زمانے میں بھی یہ رہی ہے کہ نمائندگی کے طور پر ساری جماعت تو یہاں اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوسکتا ہے کہ مشورہ کے لئے ربوہ کے مکینوں کو اکٹھا کر لیا جائے چونکہ جماعت پھیل گئی اللہ تعالیٰ نے بڑا فضل کیا ایک آواز جو ایک منہ سے نکلا کرتی تھی اب وہی آواز لاکھوں کروڑوں کے منہ سے نکل رہی ہے سارے اکٹھے ہو کر کس طرح رائے دے سکتے ہیں یا ان سے رائے لی جاسکتی ہے نمائندگی کا اصول ہمیں چلانا پڑے گا مگر جب ضرورت ہو تو دوسری طرح بھی مشورہ ہو جائے گا۔

پس شَاوِرْهُمْ میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح شہد کی مکھی پھول سے شہد کا استخراج اور اجتنا کرتی ہے اسی طرح تم مومنین کی جماعت کی آراء کا استخراج کرو کیونکہ شَاوِرْ کے معنے استخراج الرائے اور شَارَ الْعَسَلَ کے معنے استخراج العسل یعنی شہد کا نکالنا مثال بالکل واضح ہوگئی ہے ایک فرمایا کہ جس طرح اور جن سے چاہو آراء لو۔

وہ جو دوسرا حصہ تھا کہ اپنی بیچ میں ملا کر اپنے جسم کی اپنی روح کی اور اپنے ذہن کی جب تک (اگر انسانی مثال ہو) ساتھ نہ ملائی جائے شہد نہیں بنتا وہ مشورہ درست نہیں رہتا اس واسطے فَإِذَا عَزَمْتَ۔ وہ عزم جو ہے وہ مکھی والے Enzymes (انزائمز) کی آمیزش ہے کہ جب آراء لے لیں وہ سامنے آ گئیں پھر اپنے عزم اسکے اندر ملاؤ اور پھر وہ فیصلہ بنے گا ورنہ جب تک رسول یا نائب رسول کی اپنی رائے اپنا عزم اپنا فیصلہ اپنے Enzymes (انزائمز) (اس مثال کے لحاظ سے جو پھول سے حاصل کیا گیا اور مومنین کی جماعت سے یا ان کے نمائندوں سے آراء کی شکل میں حاصل کیا گیا) اسکے اندر شامل نہ ہوں۔ اس وقت تک نہ شہد بنے گا اور نہ وہ جو آراء دیں وہ پختہ بنیں گے اور مفید ہونگی اور نہ ایسی بنیں گی کہ جن کے اندر شفاء ہو اور شفاء میں بھی اللہ تعالیٰ نے دونوں کو برابر کر دیا۔ شہد کے اندر بھی کہہ دیا کہ اسکے اندر شفاء ہے اور جس رنگ میں احکام الٰہی کا اجراء کرنا ہے اسکے متعلق یہ کہا کہ اسکے اندر شفاء ہے۔

پس تیسری چیز یہ بتائی کہ شَاوِرْهُمْ خالی آراء کافی نہیں بلکہ خود دعا کر کے اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کر کے اور اپنی خداداد فراست کو استعمال کر کے (یہ کتنی قسم کی Enzymes (انزائمز) ہیں اگر ان کو بطور مثال Enzymes ہی کہا جائے) وہ ان آراء میں شامل کرو

تب جا کر وہ چیز ایسا قوام اختیار کرے گی کہ بنی نوع انسان کے لئے وہ شفاء بن جائے گی تدبیر اپنی انتہاء کو پہنچ گئی۔ یہاں تو فرمایا کہ تدبیر کرو جو اہم امور ہیں امت مسلمہ کے استحکام کے لئے اور تمکینِ دین کے لئے اور اصلاحِ انسانیت کے لئے اور تبلیغ واشاعت کے لئے بڑے امور ہیں تم پہلے تو ایک ایسی قوم تیار کرو کہ جو Nectar (نیکٹر) پیدا کر سکے یعنی بعض دفعہ ویسے تو اللہ تعالیٰ نے ہر پھول میں Nectar (نیکٹر) یعنی وہ چیز پیدا کی ہے جو شہد کا ایک حصہ بن جاتی ہے لیکن بعض دفعہ ایسا حادثہ ہوتا ہے کہ پھول نظر آتا ہے لیکن وہ حصہ غائب ہوتا ہے کوئی بیماری ایسی بھی آجاتی ہے پس اگرچہ وہ پھول ہے اور عام پھول میں Nectar (نیکٹر) بھی ہے جو شہد کا جزو بھی ہے لیکن اس حادثہ کی وجہ سے شہد نہیں بن سکتا اسلئے فرمایا کہ امتِ مسلمہ کو یا جماعت مومنین کو ایسا بناؤ کہ وہ صاحب الرائے ہوں اور ایسے ہوں کہ جن سے شہد کا ایک جزو Nectar (نیکٹر) جو ہے یا رائے کی اصابت جو ہے وہ ان سے حاصل کی جاسکے اور ان کا نفس بیچ میں نہ آئے۔ اب جو پھول ہے اس کا نفس بیچ میں نہیں آتا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ بیچارے پھول نے اپنا نچوڑ شہد کی مکھی کے حضور پیش کر دیا اور آپ وہاں کھڑا ہے تو اس کا نفس تو بیچ میں نہیں آیا اس نے تو اپنے نفس کی بہترین چیز تھی اسکو اسکے حضور پیش کر دیا جسکی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی تھی یعنی شہد کی مکھی کہ تم نے شفا کے سامان پیدا کرنے ہیں ایک ایسی جماعت بنے جو تقویٰ اور طہارت کی بنیادوں پر اپنی زندگیوں کو گزارنے والی ہو اللہ تعالیٰ سے جن کا تعلق پیدا ہو جن کا دعاؤں پر زور ہو جو واقعہ میں امتِ مسلمہ ہو یعنی ان کا اپنا کچھ بھی باقی نہ رہے اپنا سب کچھ اپنا وجود بھی اپنا ذہن بھی اپنی فکر بھی اپنی ساری قوتیں اور طاقتیں اور زندگی اور موت سب خدا کے حضور پیش کر دیں۔ یہی اسلام ہے اسکے بغیر تو کوئی اسلام نہیں ہے۔

غرض فرمایا عفو اور استغفار کے ذریعہ ایک ایسی جماعت بناؤ جو صاحب الرائے ہو مغلوب الغضب نہ ہو دھیمی ہو فدائی ہو مشورہ دیتے وقت یہ نہ سوچے کہ پھر اسکے بعد ہم پر کتنی ذمہ داریاں عائد ہو جائیں گی مشورہ دیتے وقت صرف یہ سوچے کہ آج اسلام کی زندگی کی بقاء اور احیاء اور اشاعت اور اسکے استحکام کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ ہمیں پیش کر دینی

چاہئیں خواہ ہم بھوکے رہیں یا ہمارے بچے بھوکے رہیں یا ان کو کھانے کے لئے کچھ ملے۔ خواہ ہم زندہ رہیں یا ہمیں اپنی جانوں کی قربانی دینی پڑے ہمیں اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کر دینا ہے۔ یہ جماعت جب پیدا ہو جائے پھر ان کا یہ حق بن جاتا ہے کہ وہ صاحب الرائے ہیں کیونکہ ان سے مشورہ لیا جاتا ہے شہد کا ایک جزو تیار ہو گیا۔ دوسرا جزو عزم کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور عزم انہوں نے نہیں کرنا۔ انہوں نے تو جو کچھ تھا پیش کر دیا تھا جس طرح چاہیں آپ اسکو استعمال کر سکتے ہیں۔ پھول زبان حال سے مکھی کو یہی کہتا ہے کہ میرا نچوڑ تیرے حضور پیش، تُو اب جس طرح چاہے اسکو استعمال کر لے اور جس طرح چاہے وہ استعمال بھی کرتی ہے کیونکہ اس میں اپنے Enzymes (انزائمنر) ملاتی ہے اسکو خشک کرتی ہے قوام بناتی ہے اپنے Enzymes (انزائمنر) ملاتی ہے اور پھر وہ فیصلہ کرتی ہے (اس میں انسان کا بھی تھوڑا سا دخل ہے) لیکن اصل اسی کا فیصلہ ہے کہ میں نے کچھ انسان کو دینا ہے اور بیچ میں سے بہت کچھ خود کھا لینا ہے اور اس طرح انسان کے ہاتھ میں شفاء کی ایک چیز آ جاتی ہے چنانچہ پھر یہ کہنا کہ صرف آراء کے اوپر نہیں چھوڑنی بات۔ اگر صرف رائے پر چھوڑنی ہو بات، تو کثرت رائے کی پابندی ضروری ہو جائے مگر ابھی تو شہد ہی نہیں بنا ابھی تو اس میں شفاء ہی نہیں پیدا ہوئی کثرت رائے پر کیسے چھوڑا جا سکتا ہے؟ پھر کہا کہ عزم اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ ہر قسم کی Enzymes (انزائمنر) مثال کے طور پر اس Nectar (نیکٹر) میں، اُس پھول کے جزو میں تم شامل کرو اور پھر عزم جو ہے اسکے اندر دعا کا حصہ بھی آ جاتا ہے کیونکہ عزم کے دو معنے ہیں ایک تو یہ عزم کرنا کہ یہ کام ہم نے ضرور کرنا ہے یہ بھی لغوی طور پر عزم کے معنے میں ہے کہ پھر اس کام کی سرانجام دہی کے لئے انتہائی کوشش کرنا۔ اور ''جَدَّ فِی الْاَمْرِ'' جو عربی میں اسکو کہا گیا ہے اسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں بتایا ہے کہ تدبیر دعا ہے اور دعا تدبیر ہے تو دعا کا پہلو بھی اسکے اندر آ جاتا ہے۔ پس کہا کہ تم اپنا عزم اس رائے کے بیچ میں شامل کرو اور انتہائی دعاؤں کے ساتھ ایک ایسی چیز ایک ایسا شہد بناؤ ایک ایسا فیصلہ کرو جو اسلام کے استحکام کے لئے ضروری ہے اور جو کمزور ایمان والوں کے لئے شفا ہے اور جو Prophylactic (پرافیلیکٹک) کے طور پر بیماریوں سے محفوظ رکھنے والا ہے تربیت، علاج اور اصلاح دونوں

چیزیں اسکے اندر آ جاتی ہیں۔ پس تربیت تو Prophylactic (پرافیلیکٹک) یعنی بیماریوں سے بچانے کا کام ہے اور یہ ساری چیزیں اسکے اندر آ جاتی ہیں۔

غرض فرمایا کہ جماعت تیار کرو اور پھر ان سے مشورہ لو اور یہ آگے جو مشورہ کا ہے اس کی مثال دے دی کہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے شہد کی مکھی شہد بنا رہی ہو۔ آراء لو پھر اپنے عزم کو اپنی ہمت کو اپنی کوشش کو اپنی دعاؤں کو اسکے اندر شامل کرو اس مقام پر انسانی تدبیر اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی لوگ اکٹھے ہوئے انہوں نے مشورہ دیا رسول یا نائب رسول نے اپنے عزم کی Enzymes (انزائمز) اس میں شامل کیں دعائیں بیچ میں شامل کیں اور تدبیر کو انتہاء تک پہنچا دیا اور جس وقت تدبیر انتہاء کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ تدبیر پر بھروسہ نہیں کرنا۔ یہ صحیح ہے کہ ہماری ہدایت کے مطابق تم نے اپنی تدبیر کو اسکی انتہاء تک پہنچا دیا لیکن یہ بھی درست ہے کہ محض تدبیر پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جتنی بے وفائیاں دنیا کی تدابیر نے انسان سے کی ہیں ان کا کوئی شمار نہیں تدبیر پر کیسے بھروسہ کیا جا سکتا ہے؟ ہم نے حکم دیا تھا تدبیر کو انتہاء تک پہنچاؤ تم نے تدبیر کو انتہاء تک پہنچا دیا اب ہم تمہیں کہتے ہیں کہ اپنی تدبیر کو انتہاء تک پہنچانے کے بعد بھی تم نے تدبیر پر بھروسہ نہیں کرنا فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا ہے۔

پھر ایک اور دعا بھروسہ کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ پر توکل جو ہے اس کے ساتھ دوسری دعا جو ہے وہ شروع ہو جاتی ہے اور جو آراء لی تھیں اور کثرت رائے کے حق میں یا خلاف جو بھی شکل شہد کی بنی وہ بن گئی۔ پس یہاں محض یہ نہیں کہا کہ اے رسول! تمہارا عزم شامل ہو گیا۔ تم نے اللہ تعالیٰ کی تدبیر کو انتہاء تک پہنچا دینے کے بعد تدبیر پر بھروسہ نہیں کرنا اللہ پر توکل کرنا ہے۔ مومنوں کو یہ کہا کہ تم یہ نہ سمجھنا تمہاری آراء کے ساتھ نائب نبوّت کا عزم اور ہمت اور کوشش اور دعا مل جانے سے تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ تم بھی یہ یاد رکھو اسکے باوجود تم بھی کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ تم کو اللہ پر بھروسہ رکھنا پڑے گا اور دوسری آیت میں فرمایا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (اٰل عمران: ۱۶۱) ایک حکم دیا تھا نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی وساطت سے آپ کے نائبین کو اور دوسرا حکم دیا جماعتِ مسلمین کو وَعَلَى

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ میں اسی طرف اشارہ ہے اور اس میں جماعتِ مؤمنین کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ یہ بات نہ بھولنا کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کو آ جائے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ناکام نہیں کر سکتی اور اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہیں سہارا نہ دے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں کامیاب نہیں کر سکتی۔ اس واسطے جیسا کہ یہ حکم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا کہ تدبیر کو انتہاء تک پہنچانے کے بعد اپنے اوپر اور اپنی تدبیر پر بھروسہ نہیں کرنا بلکہ محض اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھنا ہے اسی طرح جماعتِ مؤمنین کو کہا کہ یہ نہ سمجھنا مثلاً اس زمانے میں فدائی جانثار پوری عظمت اور جلال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست رکھنے والے اور عرفان رکھنے والے مگر شیطان ان کا دماغ اس طرح بھی بہکا سکتا تھا کہتا کہ اتنا عظیم وجود تمہارے اندر موجود ہے اس کی فراست، اس کا عزم، اس کی ہمت، اس کی دعائیں اب اس تدبیر میں شامل ہوگئی ہیں۔ اب تو تم کامیاب ہو جاؤ گے شیطان ان کے کان میں یہ پھونک سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جماعتِ مؤمنین! اگر شیطان تمہارے کان کے پاس منہ لا کر یہ کہے کہ جو تم نے کرنا تھا کر لیا اب تم کامیاب ہو جاؤ گے تو اس کی آواز پر کان نہ دھرنا بلکہ یہ اصولی حقیقت یاد رکھنا کہ جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نائبین کو تدبیر کے انتہاء تک پہنچا دینے کے بعد بھی توکّل کا حکم ہے اسی طرح تمہیں بھی توکّل کا حکم ہے اور تمہیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر تم نے اپنی تدبیر پر بھروسہ کیا تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مدد نہ دے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر تم کامیاب اور کامران نہیں ہو سکتے اور اگر تم نے تدبیر کو انتہاء تک پہنچانے کے بعد رسول کے قدم بقدم توکّل کے میدان میں چلتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ پر توکّل کیا اور اپنی کوشش اور تدبیر اور فراست اور سمجھ اور بوجھ کو کوئی حقیقت نہ سمجھا اور کوئی اہمیت نہ دی تو پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہیں ملے گی اور جب اللہ تعالیٰ کی نصرت کسی شخص یا کسی قوم یا کسی جماعت یا کسی نسل کو مل جائے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کی کامیابی کے راستے میں روک نہیں بن سکتی یہ ہدایت اور تعلیم ہے جو مشورہ کے متعلق ہمیں دی گئی ہے۔

آج شوریٰ کے اجلاس شروع ہو رہے ہیں کم و بیش تین دن تک شوریٰ رہتی ہے۔ آپ اس ہدایت کے مطابق پوری توجہ اور انہماک سے اور اونگھنے کے بغیر اپنی ذمہ داری کو نبھائیں

یعنی جب آپ سے مشورہ مانگا جائے تو بے نفس مشورہ دیں جس طرح پھول اپنے جز و شہد کو مکھی کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ پھول کا اپنا نفس اس میں شامل نہیں ہوتا وہ تو کہتا ہے جو میرا نچوڑ تھا وہ لے جاؤ میں یہاں بغیر اپنی زندگی اور روح اور Essence (ایسنس) کے ہوں۔ پس اس یقین کے ساتھ، اس پاک فطرت کے ساتھ اور اس فیصلے کے ساتھ کہ ہم نے اپنی ذات یا اپنے محلے کے متعلق نہیں سوچنا ہے نہ اپنے شہر اور اپنے علاقے کے متعلق سوچنا ہے بلکہ جو معاملہ سامنے آیا ہے صرف اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ ہمارے نزدیک ہماری سمجھوں کے مطابق اسلام کے غلبہ کے لئے کیا رائے دینی چاہئے اور وہ رائے آپ دیں۔

غرض جو تفصیل میں نے بیان کی ہے اسکے مطابق اپنے ذہنوں کو بنائیں اور دعائیں کریں کیونکہ دعا بھی تدبیر کا ایک حصہ ہے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم محض اسی پر توکّل کریں اور ہمارے فیصلوں میں اسکی رحمت اور اسکی برکت اور اسکا فضل شامل رہے تا اللہ تعالیٰ ہمیں اس مقصد میں کامیاب کرے کہ تمام دنیا پر اسلام غالب آ جائے۔

(از رجسٹر خطبات ناصر۔ غیر مطبوعہ)

۞۞۞